Regd S. No/411

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ٹیلیفون نمبر ۷۳۹۴ کراچی ۳

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱)

مجلس خدام الاحمدیہ کراچی کا
روزنامہ

الـمصلح

فی پرچہ ۱؍

۳ ربیع الاول ۱۳۷۳ھ

ایڈیٹر عبد القادر بی۔ اے

جلد ۶ | ۱۱ نبوت ۱۳۳۲ھش - ۱۱ نومبر ۱۹۵۳ء | نمبر ۱۸۶

ضروری اعلان

اس پرچے میں ہم تحقیقاتی عدالت کے سات سوالوں کا صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے جواب شائع کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ آئندہ قریبی اشاعت میں ہم صدر انجمن احمدیہ کا وہ مکمل بیان بھی شائع کریں گے۔ جو تحقیقاتی عدالت میں مودودی صاحب کے پیش کردہ بیان کے جواب میں عدالت مذکور میں داخل کیا گیا ہے

تحقیقاتی کمیشن کے سات سوالوں کا جواب

ذیل میں ان سات سوالوں کا جواب درج کیا جاتا ہے۔ جو حکومت پنجاب کے مقرر کردہ تحقیقاتی کمیشن نے گذشتہ فسادات کی تحقیق کے تعلق میں صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے کئے تھے۔ اور صدر انجمن احمدیہ نے ان سوالوں کا جواب تیار کرا کے اپنے وکیل کے ذریعہ عدالت میں داخل کیا۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۱۔ جو مسلمان مرزا غلام احمد صاحب کو نبی بمعنی ملہم اور مامور من اللہ نہیں مانتے کیا وہ مومن اور مسلمان ہیں؟

جواب۔ "مسلم" اور "مومن" قرآن مجید کے محاورات کو دیکھتے ہوئے دو الگ الگ معنے رکھتے ہیں۔ "مسلم" نام امت محمدیہ کے افراد کا ہے۔ اور "ایمان" دراصل اس روحانی اور قلبی کیفیت کا نام ہے۔ جس کو کوئی دوسرا جان نہیں سکتا۔ خدا تعالےٰ ہی اس سے واقف ہوتا ہے۔

جہاں تک لفظ "مسلم" کا تعلق ہے قرآن کریم کی آیت "ھو سمّٰکم المسلمین" (سورہ حج رکوع ۱۰) کے مطابق امت محمدیہ کا ہر فرد مسلم کہلانے کا مستحق ہے۔ اس تعریف کی تاکید اس حدیث صحیح سے بھی ہوتی ہے کہ "من صلی صلٰوتنا واستقبل قبلتنا و اکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ (بخاری بحوالہ مشکوٰۃ کتاب الایمان صلا مطبع اصح المطابع) یعنے جو شخص بھی ہمارے قبلہ (یعنی کعبہ) کی طرف منہ کر کے مسلمانوں کی سی نماز پڑھے۔ اور مسلمانوں کا ذبیحہ کھائے۔ پس وہ مسلمان ہے جس کو خدا اور اسکے رسول کی حفاظت حاصل ہے۔

باقی رہا "مومن" سو کسی کو مومن قرار دینا درحقیقت صرف خدا تعالےٰ کا کام ہے۔ عام اصطلاح میں "مسلم" اور "مومن" ایک معنوں میں استعمال ہو جاتے ہیں۔ لیکن درحقیقت "مومن" خاص ہے اور "مسلم" عام۔ پس ہر مومن "مسلم" ضرور ہو گا۔ لیکن ہر "مسلم" کا "مومن" ہونا ضروری نہیں۔

مندرجہ بالا تشریح کے مطابق جو شخص رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مانتا ہے۔ اور آپ کی "امت" میں سے ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ وہ اپنے کسی عقیدہ یا عمل کی دانستہ یا نادانستہ غلطی کی وجہ سے اس نام سے محروم نہیں ہو سکتا۔ ظاہر ہے کہ اس تشریح کے مطابق اور قرآن کریم کی آیت "ھو سمّٰکم المسلمین" کے تحت کسی شخص کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے کی وجہ سے غیر مسلم نہیں کہا جا سکتا۔

ممکن ہے ہماری بعض سابقہ تحریرات سے غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے متعلق ہم کہہ دینا چاہتے ہیں۔ کہ ہماری ان بعض سابقہ تحریرات میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں۔ وہ ہماری مخصوص ہیں۔ عام محاورہ کو جو مسلمانوں میں رائج ہے استعمال نہیں کیا گیا۔ کیونکہ ہم نے اس مسئلہ پر یہ کتابیں غیر احمدیوں کو مخاطب کر کے شائع نہیں کیں۔ بلکہ ہماری یہ تحریرات جماعت کے ایک حصّہ کو مخاطب کر کے لکھی گئی ہیں۔ اس لئے ان تحریرات میں ان اصطلاحات کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں تھا۔ جو دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں۔

ہمارے اس عقیدہ کی تائید کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہ ماننے والا مسلمان "مسلمان" ہی کہلائیگا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الہامات سے بھی ہوتی ہے چنانچہ ملاحظہ ہو آپ کا الہام

"مسلماں را مسلماں باز کردند"

(حقیقۃ الوحی صـ۱۰۷ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

یعنی آپ کی بعثت کی غرض مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنانا ہے۔ ایک دوسرے الہام میں خدا تعالےٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو یہ دعا سکھلائی ہے:-

"ربِّ اَصلِح اُمّۃَ مُحمّدٍ"

(تحفہ بغداد صفحہ ۲۳ مطبوعہ ۱۳۱۱ھ)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی تمام کتابوں میں ان تمام مسلمانوں کو جو آپکی

عبد القادر پرنٹر و پبلشر نے مسلم پرنٹنگ پریس میں طبع کرا کر دفتر المصلح میگزین لین کراچی سے شائع کی۔

جماعت میں داخل نہیں "مسلمان" کہہ کر ہی خطاب کیا ہے۔ کیونکہ وہ اسلام کی عمومی تعریف کے مطابق کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا اقرار کرتے ہیں[۱]۔ اسی طرح موجودہ امام جماعت احمدیہ بھی ان کو مسلمان کے لفظ سے خطاب کرتے ہیں۔

(مثلاً ملاحظہ ہو الفضل ۱۹ مئی ۱۹۴۷ء والفضل ۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء وغیرہ)

ہاں آنحضرت صلعم نے بھی فرمایا ہے۔ یاتی علی الناس زمان لا یبقی من الاسلام الا اسمہ (مشکوٰۃ کتاب العلم) یعنے لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ اسلام کا صرف نام رہ جائے گا۔ یہ حدیث اسی زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ چنانچہ جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابو الاعلیٰ صاحب مودودی بھی موجودہ زمانہ کے مسلمانوں کو جو ان کی جماعت میں شامل نہیں ہیں صرف رسمی اور اسمی مسلمان قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسلمانوں کی دو قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"دنیا میں جو مسلمان پائے گئے ہیں۔ یا آج پائے جاتے ہیں۔ ان سب کو دو حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔ ایک قسم کے مسلمان وہ جو خدا اور رسول کا اقرار کر کے اسلام کو بحیثیت اپنے مذہب کے مان لیں۔ مگر اپنے اس مذہب کو اپنی کلی زندگی کا محض ایک جزو اور ایک شعبہ ہی بنا کر رکھیں۔ اس مخصوص جزو اور شعبے میں تو اسلام کے ساتھ عقیدت ہو ..... لیکن فی الواقع ان کو اسلام سے کوئی علاقہ نہ ہو۔ دوسری قسم کے مسلمان وہ ہیں۔ جو اپنی پوری شخصیت کو اور اپنے سارے وجود کو اسلام کے اندر پوری طرح دے دیں۔ ان کی ساری حیثیتیں ان کے مسلمان ہونے کی حیثیت میں گم ہو جائیں .... یہ دو قسم کے مسلمان حقیقت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہیں چاہے قانونی حیثیت سے دونوں پر لفظ مسلمان کا اطلاق یکساں ہو" (رسالہ موسومہ روداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۷۸ تا ۸۰)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:-

"یہ انبوہ عظیم جس کو مسلمان قوم کہا جاتا ہے۔ اس کا حال یہ ہے کہ اس کے ۹۹۹ فی ہزار افراد نہ اسلام کا علم رکھتے ہیں۔ نہ حق و باطل کی تمیز سے آشنا ہیں۔ نہ ان کا اخلاقی نقطۂ نظر اور ذہنی رویہ اسلام کے مطابق تبدیل ہوا ہے۔ باپ سے بیٹے اور بیٹے سے پوتے کو بس مسلمان کا نام ملتا چلا آ رہا ہے"

(مسلمان اور موجودہ سیاسی کشمکش حصہ سوم بار ششم صفحہ ۱۰۵، ۱۰۶)

اسی طرح موجودہ دور کے مسلمانوں کے متعلق اہلحدیث کا خیال بھی ملاحظہ فرمایا جائے۔ نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالوی اپنی کتاب اقتراب الساعۃ کے صفحہ ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں:-

"اب اسلام کا صرف نام۔ قرآن کا فقط نقش باقی رہ گیا ہے مسجدیں ظاہر میں تو آباد ہیں۔ لیکن ہدایت سے بالکل ویران ہیں۔ علماء اس امت کے بدتر ان کے ہیں جو نیچے آسمان کے ہیں انہی میں سے فتنے نکلتے ہیں۔ انہی کے اندر پھر کر جاتے ہیں"۔ (اقتراب الساعۃ صفحہ ۱۲)

پھر جناب علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے موجودہ مسلمانوں کے متعلق اپنا خیال ان اشعار میں بیان فرمایا ہے کہ:-

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو؟

(بانگ درا ایڈیشن دوازدہم صفحہ ۲۲۶ جواب شکوہ)

پھر صرف نام کے طور پر اسلام کے باقی رہنے کے متعلق مولانا حالی کا یہ شعر بھی ملاحظہ فرمایا جائے:-

رہا دین باقی نہ اسلام باقی ؛ اک اسلام کا رہ گیا نام باقی

(مسدس حالی مطبوعہ تاج کمپنی صفحہ ۲۶)

پھر سید عطاء اللہ صاحب بخاری کمیونزم اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے مسلمانوں کے متعلق حسب ذیل بیان دیتے ہیں:-

"مقابلہ تو تب ہو کہ اسلام کہیں موجود بھی ہو! ہمارا اسلام؟ ہم نے اسلام کے نام پر جو کچھ اختیار کر رکھا ہے۔ وہ تو صریح کفر ہے۔ ہمارے دل دین کی محبت سے عاری۔ ہماری آنکھیں بصیرت سے ناآشنا اور کان سچی بات سننے سے گریزاں:-

بیدلی ہائے تماشہ کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق ؛ بیکسی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں

ہمارا اسلام؟:-

بتوں سے تم کو امیدیں خدا سے نومیدی ؛ مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے؟

یہ اسلام جو ہم نے اختیار کر رکھا ہے۔ کیا یہی اسلام ہے جو نبی نے سکھایا تھا؟ کیا ہماری رفتار، گفتار، کردار میں وہی دین ہے جو خدا نے نازل کیا ہے ..... یہ روزے یہ نمازیں جو ہم میں سے بعض پڑھتے ہیں۔ ان کے پڑھنے میں ہم کتنا وقت صرف کر رہے ہیں؟ جو مصلے پر کھڑا ہے وہ قرآن سنانا نہیں جانتا اور جو سنتے ہیں وہ نہیں جانتے کہ کیا سن رہے ہیں اور باقی ۲۳ گھنٹے ہم کیا کرتے ہیں؟ میں کہتا ہوں گو ونری سے گداگری تک مجھے ایک بات ہی بتلاؤ جو کہ قرآن اور اسلام کے مطابق ہوتی ہے؟۔ ہمارا تو سارا نظام کفر ہے۔ قرآن کے مقابلہ میں ہم نے ابلیس کے دامن میں پناہ لے رکھی ہے۔ قرآن صرف تعویذ کے لئے قسم کھانے کے لئے ہے"۔ (تقریر سید عطاء اللہ شاہ بخاری آزاد ۹ دسمبر ۱۹۴۹ء صفحہ ۲)

---

[۱] ملاحظہ ہو رسالہ پیغام صلح مصنفہ مئی ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ مطبوعہ ۱۹۳۶ء بار دوم

مندرجہ بالا حوالجات سے کفرو اسلام کے مسئلہ کے متعلق جماعت احمدیہ کا مسلک اور اس کے مقابلہ پر موجودہ زمانے کے دوسرے مسلمان فرقوں کا طریق واضح اور عیاں ہے۔

سوال نمبر ۲:۔ کیا ایسے شخص کافر ہیں؟

جواب:۔ "کافر" کے معنے عربی زبان میں نہ ماننے والے کے ہیں۔ پس جو شخص کسی چیز کو نہیں مانتا۔ اس کے لئے عربی زبان میں "کافر" کا لفظ ہی استعمال ہوگا۔ پس ایسے شخص کو جب تک وہ یہ کہتا ہے کہ میں فلاں چیز کو نہیں مانتا اس کو اس چیز کا کافر ہی سمجھا جائیگا۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ائمہ اہل بیت کا انکار کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔

من عرفنا کان مومنا۔ من انکرنا کان کافرًا۔ من لم یعرفنا ولم ینکرنا کان ضالًّا۔

(الصافی شرح الاصول الکافی باب فرض الطاعۃ الأئمۃ کتاب الحجۃ جزو ۳ صفحہ ۶۱ مطبوعہ نولکشور)

یعنی جس نے ہم ائمہ اہل بیت کو شناخت کرلیا۔ وہ مومن ہے۔ اور جس نے ہمارا انکار کیا۔ وہ کافر ہے۔ اور جو ہمیں نہ مانتا ہے۔ اور نہ انکار کرتا ہے۔ وہ ضال ہے۔

اس ارشاد سے حضرت امام صاحب کی یہ مراد نہیں ہوسکتی۔ کہ ایسا شخص امت محمدیہ سے خارج ہے۔ بلکہ جیسا کہ ہم نے اوپر تشریح کی ہے۔ یہی مراد ہوسکتی ہے۔ کہ وہ ائمہ اہل بیت کے درجہ کا منکر ہے۔ ہمارے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی ماموز من اللہ کے انکار کے ہرگز یہ معنے نہیں ہوں گے۔ کہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منکر ہو کر امتِ محمدیہ سے خارج ہیں۔ یا یہ کہ وہ مسلمانوں کے معاشرہ سے خارج کردیئے گئے ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"اول:۔ ایک یہ کفر (ہے) کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔

دوم:۔ دوسرے یہ کفر (ہے) کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ اور پہلے نبیوں کی کتابوں میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ ۱۹۰۷ء)

یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ اس قسم کے فتووں میں بھی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ یا آپ کی جماعت کی طرف سے ابتدا نہیں ہوئی۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ غیر احمدی علماء نے اپنے فتووں میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو آپ کے ابتدائے دعویٰ (۱۸۹۰-۹۱ء) سے ہی نہ صرف "کافر" قرار دیا۔ بلکہ "مرتد"۔ "زندیق"۔ "ملحد"۔ "ابلیس"۔ "دجال"۔ "کذاب" وغیرہ الفاظ بھی استعمال کئے۔ اور اس قسم کے اور بہت سے گندے ناملہ سے آپ کو یاد کیا گیا۔ اس قسم کے فقرے لکھے گئے۔ اور کتابیں چھاپی گئیں۔ اشتہارات اور پمفلٹوں کے ذریعہ سے ان فتووں کو لوگوں میں پھیلایا گیا۔ اور ظاہر ہے کہ جو شخص کسی پر اس طرح پہلے حملہ کرتا ہے۔ وہ پھر اس قسم کے جواب کا مستحق بھی ہو جاتا ہے۔ اور اس صورت میں اسے اپنے آپ کو ملامت کرنی چاہیئے۔ دوسرے کو الزام دینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی فرماتے ہیں۔

(ا) ایّما رجلٍ قال لاخیہ کافرٌ فقد باء احدُھما (ترمذی کتاب الایمان صفحہ ۱۰۶)

(ب) اذا اکفر احدکم اخاہ فقد باء بھا احدھما۔

(صحیح مسلم بحوالہ کنوز الدقائق للمناوی مطبوعہ مصریہ حاشیہ جامع الصغیر جلد ۱ صفحہ ۱۶)

یعنی جو شخص اپنے بھائی کو کافر کہے۔ تو ان میں سے ایک ضرور کافر ہوگا۔ اگر وہ شخص جسے کافر کہا گیا ہے کافر نہیں ہے۔ تو کہنے والا کافر ہوگا۔

(ج) ما اکفر رجلٌ رجلًا قطّ الا باء بھا احدُھما

(ابن حبان فی صحیحہ بحوالہ جامع الصغیر مصنفہ حضرت امام سیوطی مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

یعنی دو (مسلمان) آدمیوں میں سے ایک آدمی اگر دوسرے کو کافر قرار دے۔ تو لازمی ہے۔ کہ ان میں سے ایک ضرور کافر ہو جائے گا۔

غرضیکہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی طرف سے اس قسم کے فتووں میں کبھی ابتدا نہیں ہوئی۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

"پھر اسی جھوٹ کو تو دیکھو۔ کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے۔ اور تمام پنجاب اور ہندوستان میں شور ڈالا کہ یہ لوگ کافر ہیں۔ اور نادان لوگ ان فتووں سے ایسے ہم سے متنفر ہوگئے۔ کہ ہم سے سیدھے منہ سے کوئی نرم بات کرنا بھی ان کے نزدیک گناہ ہوگیا۔ کیا کوئی مولوی یا کوئی اور مخالف یا کوئی سجادہ نشین یہ ثبوت دے سکتا ہے۔ کہ پہلے ہم نے ان لوگوں کو کافر ٹھہرایا تھا؟ اگر کوئی ایسا کاغذ یا کوئی اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتویٰ کفر سے پہلے شائع ہوا ہے۔ جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں کہ یہ کس قدر خیانت ہے کہ کافر تو ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پر یہ الزام لگائیں۔ کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دلآزار ہے۔ ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ اور پھر جبکہ ہمیں اپنے فتووں کے ذریعہ سے کافر ٹھہرا چکے۔ اور آپ ہی اس بات کے قائل بھی ہوگئے۔ کہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے۔ تو کفر الٹ کر اس پر پڑتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا ہمارا حق نہ تھا۔ کہ بموجب انہی کے اقرار کے ہم ان کو کافر کہتے۔" (حقیقۃ الوحی مطبوعہ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۲۰-۱۲۱)

پھر اس بات کے ثبوت میں کہ فتویٰ کفر کی ابتداء علماء کی طرف سے ہوئی نہ کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے ذیل کے چند فتوے بطور مثال درج ہیں:۔

(ا) مولوی عبدالحق صاحب غزنوی (جو مولانا داؤد غزنوی صاحب کے عم بزرگوار تھے) نے لکھا ہے کہ:۔

"اس میں شک نہیں۔ کہ مرزا کادیانی کافر ہے۔ چھپا مرتد ہے۔ گمراہ ہے۔ گمراہ کنندہ۔ ملحد ہے۔ دجال ہے۔ وسوسہ ڈالنے والا۔ وسوسہ ڈال کر پیچھے ہٹ جانے والا۔"

(فتویٰ علماء ہند و پنجاب اشاعۃ السنہ جلد ۳ نمبر ۱۰۷ صفحہ ۱۰۴ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

اس قسم کا فتویٰ پنجاب و ہند کے قریباً دو صد مولویوں سے لے کر شائع کیا گیا۔

(ب) اس فتویٰ سے بھی کئی سال پہلے علمائے لدھیانہ نے ۱۸۸۴ء میں تکفیر کا فتویٰ صادر کیا تھا۔ جس کا ذکر قاضی فضل احمدؐ صاحب کورٹ انسپکٹر لدھیانہ نے اپنی کتاب کلمہ فضل رحمانی (مطبوعہ دہلی پنچ پریس لاہور ۱۳۱۴ھ صفحہ ۲۴) میں کیا ہے

باہمی تکفیر کے بارے میں علماء کے چند فتوے درج ذیل ہیں:۔

"من انکر امامة ابی بکر الصدیق رضؓ فھو کافر و کذالک من انکر خلافة عمر رضؓ"۔ (فتاویٰ عالمگیریہ جلد ۲ صفحہ ۲۸۳ مطبع مجیدی کانپور)

یعنی جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی امامت اور حضرت عمرؓ کی خلافت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

اسی طرح جماعت اسلامی کے امیر مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے بے علم و بے عمل مسلمان کو جس کا علم و عمل کافر جیسا ہو۔ اور وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہو۔ کافر ہی قرار دیا ہے۔ اور اس کا حشر بھی کافروں والا بتایا ہے۔ یعنی اس کو نجات سے محروم اور قابل مواخذہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"ہر شخص جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام مسلمانوں کا سا ہے۔ جو مسلمانوں کے سے کپڑے پہنتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے۔ حقیقت میں وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ مسلمان درحقیقت وہ شخص ہے۔ جو اسلام کو جانتا ہو۔ اور پھر جان بوجھ کر اسکو مانتا ہو ایک کافر اور ایک مسلمان میں اصل فرق نام کا نہیں کہ وہ رام پرشاد ہے اور یہ عبداللہ ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے اور یہ مسلمان"۔ (خطبات مودودی صفحہ ۷)

اسی طرح دوسرے مسلمان فرقوں کے علماء ایک دوسرے کو کافر اور جہنمی کہتے ہیں۔ شیعہ اثناعشریہ کے متعلق علماء اہل سنت والجماعت اور علماء دیوبند متفقہ طور پر مندرجہ ذیل فتویٰ صادر کرتے ہیں:۔

"شیعہ اثناعشریہ قطعاً خارج از اسلام ہیں۔ شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام۔ ان کا چندہ مسجد میں دینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں"۔ (فتویٰ شائع کردہ مولوی عبدالشکور صاحب مدیر النجم لکھنؤ)

نوٹ:۔ اس فتویٰ میں دیگر علماء کے علاوہ علماء دیوبند کی تصدیق بھی شامل ہے۔ جس کی شہادت مولانا محمدؐ شفیع صاحب سابق مفتی دیوبند سے لی جا سکتی ہے۔

مندرجہ بالا فتویٰ کی عبارت سے خالص مذہبی اختلافات ہی ظاہر نہیں ہوتے۔ بلکہ شیعہ فرقہ کے خلاف شدید غیظ و غضب کا اظہار پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں اہل سنت والجماعۃ کے مسلمہ گذشتہ بزرگان و اولیاء نے بھی حضرات شیعہ کے بارے میں فتویٰ کفر دیا ہے۔ ملاحظہ ہوں حوالجات ذیل:۔

(ا) حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ کفر برخلاف اصحاب شیعہ اثناعشریہ۔ (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ صفحہ ۷۱ مکتوب پنجاہ و چہارم)

(ب) حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ (غنیۃ الطالبین مع زبدۃ السالکین صفحہ ۱۵۷ و تحفہ دستگیریہ اردو ترجمہ غنیۃ الطالبین شائع کردہ ملک سراج دین اینڈ سنز لاہور چہارم مطبوعہ پنجاب پریس صفحہ ۱۲۰ - ۱۲۱ باب بعنوان محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی امانت کی فضیلت اور بزرگی)

اسی طرح اہل سنت والجماعۃ کے بریلوی فرقہ کے علماء مندرجہ ذیل فتویٰ علمائے دیوبند کے خلاف صادر کر چکے ہیں۔

(ا) حضرت مولانا احمدؐ رضا خاں صاحب بریلوی اور علمائے حرمین شریفین کے دستخطوں سے یہ فتویٰ شائع ہوا ہے۔

"و بالجملة ھؤلاءِ الطوائف کلّھم کفار مرتدّون خارجون عن الاسلام باجماع المسلمین"۔

(حسام الحرمین علی منحر الکفر ...... مع سلیس ترجمہ اردو مسمی بنام تاریخ مبین احکام و تصدیقات اعلام ۱۳۲۵ھ مطبع اہل سنت والجماعۃ بریلی ۱۳۲۶ھ بار اول صفحہ ۱۰۲ مصنفہ مولوی احمدؐ رضا خاں بریلوی)

یعنی یہ سب گروہ (یعنی گنگوھیہ۔ تھانویہ۔ نانوتویہ۔ دیوبندیہ وغیرہ) مسلمانوں کے اجماع کی رو سے کفار۔ مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور اس کتاب کے ٹائیٹل پیج پر لکھا ہے:۔

"جس (رسالہ ہذا) میں مسلمانوں کو آفتاب کی طرح روشن کر دکھایا۔ کہ طائفہ قادیانیہ۔ گنگوھیہ۔ تھانویہ۔ و نانوتویہ و دیوبندیہ و امثالہم نے خدا اور رسولؐ کی شان کو کیا کچھ گھٹایا۔ علمائے حرمین شریفین نے با اجماعِ امت ان سب کو زندیق و مرتد فرمایا ان کو مولوی درکنار مسلمان جاننے یا ان کے پاس بیٹھنے ان سے بات کرنے زہر و حرام و تباہ کن اسلام تبلایا"۔

(ب) پھر اسی کتاب میں مولانا محمدؐ قاسم صاحب نانوتوی بانی دیوبند۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی۔ مولوی محمود الحسن صاحب و دیگر دیوبندی خیال کے علماء کی نسبت یہ فتویٰ درج ہے کہ:۔

"یہ قطعاً مرتد اور کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو اِن مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں شک کرے۔ وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے ....
ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا۔ اپنے پیچھے بھی انہیں نماز نہ پڑھنے دیں .... جو ان کو کافر نہ کہے گا۔ وہ خود کافر ہو جائے گا۔ اور اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی۔ اور جو اولاد ہو گی۔ حرامی ہو گی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی"۔

یہ عرض کرنا ضروری ہے۔ کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا احمدؐ رضا خاں صاحب آف بریلی کا شائع کردہ ہے۔ جو فرقہ حنفیہ بریلویہ کے بانی اور مولانا ابوالحسنات صاحب صدر جمعیۃ العلمائے پاکستان و صدر مجلس عمل نیز ان کے والد مولوی دیدار علی صاحب کے پیر و مرشد تھے۔ اس فتویٰ کے بارے میں مولانا ابوالحسنات صاحب سے دریافت کیا جا سکتا ہے۔

اور یہ بھی پوچھا جاسکتا ہے کہ ان کے پیرو مرشد کے اس فتوے کے بعد کہ دیوبندی بالاجماع کافر ہیں انہیں کیا شبہ ہے؟ آیا یہ کہ ان کے پیر نے غلطی کی تھی یا یہ کہ اجماع کوئی دلیل نہیں ہوتا؟

(ج) "وہابیہ دیوبندیہ اپنی عبارتوں میں تمام اولیاء انبیاء حتےٰ کہ حضرت سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وسلم کی اور خاص ذات باری تعالےٰ کی اہانت وہتک کرنے کی وجہ سے قطعاً مرتد و کافر ہیں۔ اور ان کا ارتداد و کفر سخت بسخت۔ سخت اشد درجہ تک پہونچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد و کافر ہے۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل ہی محترز و مجتنب رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا۔ اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں۔ اور نہ ہی اپنی مسجدوں میں گھسنے دیں نہ ان کا ذبیحہ کھائیں۔ اور نہ ہی ان کی شادی غمی میں شریک ہوں۔ نہ اپنے ہاں ان کو آنے دیں۔ یہ بیمار ہوں تو عیادت کو نہ جائیں۔ مریں تو گاڑنے توپنے میں شرکت نہ کریں۔ مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دیں۔" (ملاحظہ ہو تین سو علمائے اہلسنت والجماعۃ کا متفقہ فتوےٰ مطبوعہ حسن برقی پریس اشتیاق منزل ۶۳ ہیوروڈ لکھنؤ)

اسی پر بس نہیں کی بلکہ علمائے کرام ومفتیان اہلسنت والجماعت نے اہلحدیث مسلمانوں کے متعلق بھی اس قسم کا فتوےٰ دیا ہے کہ:۔

"بدعت کفریہ والے شقی ان کے کفر پر آگاہی لازم ہے۔ اسلام کے نام کو پردہ بناتے ہیں، مرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں۔ جو ان کے اقوال کا معتقد ہوگا کافر دگمراہ ہوگا۔ کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی ہیں۔ اور ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنا۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا۔ اور تمام معاملات میں ان کا حکم بعینہٖ وہی ہے جو مرتد کا۔"

(فتوےٰ علمائے کرام مشتہرہ در اشتہار شیخ مہر محمد قادری باغ مولوی انوار لکھنؤ ۳ شوال ۱۳۵۲ھ جس پر ستّر علماء کے دستخط ہیں۔ جن میں مولوی سید احمد ناظم انجمن حزب الاحناف (برادر حقیقی مولوی ابوالحسنات صاحب) مولانا ابوالحسنات۔ سید محمد احمد خطیب مسجد وزیر خاں۔ مولوی عبدالقدیر بدایونی۔ اور پیر جماعت علی شاہ صاحب مجددی محدث علی پوری بھی شامل ہیں)

سوال نمبر ۳۔ ایسے کافر ہونے کے دنیا اور آخرت میں کیا نتائج ہیں؟

جواب۔ اسلامی شریعت کی رو سے ایسے کافر کی کوئی دنیوی سزا مقرر نہیں وہ اسلامی حکومت میں ویسے ہی حقوق رکھتا ہے۔ جو ایک مسلمان کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح عام معاشرہ کے معاملہ میں بھی وہ وہی حقوق رکھتا ہے جو ایک مسلمان کے ہیں۔ ہاں خالص اسلامی حکومت میں وہ حکومت کا ہیڈ نہیں ہو سکتا۔ باقی رہے اخروی نتائج۔ سو ان نتائج کا حقیقی علم صرف اللہ تعالےٰ کو ہے بالکل ممکن ہے کہ کسی حکمت کی وجہ سے ایک مسلمان کہلانے والے انسان کو تو خدا تعالےٰ سزا دیدے اور کافر کہلانے والے انسان کو اللہ تعالےٰ بخش دے۔ اگر "کافر" کے لئے یقینی طور پر دائمی جہنمی ہونا لازمی ہے۔ تو پھر کسی کو کافر قرار دینا صرف اللہ تعالےٰ کا حق ہے

سوال نمبر ۴۔ کیا مرزا صاحب کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرح اور اسی ذریعے سے الہام ہوتا تھا؟

جواب۔ ہمارے نزدیک حضرت بانی سلسلہ احمدیہ بہرحال رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل وحی قرآن مجید ہے۔ قرآن کریم کی وحی کے متعلق ہمیں قرآن کریم سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کی حفاظت کے خاص سامان کئے جاتے ہیں۔ ہمارے نزدیک حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو نبی گذرے ہیں۔ آپکی وحی بھی اس رنگ کی نہیں ہوتی تھی۔ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ آپکی وحی بھی قرآن کریم کے تابع تھی۔ بہرحال وہ ذرائع جو اللہ تعالےٰ اس وحی کے بھیجنے کے لئے استعمال کرتا تھا۔ وہ ان ذرائع سے نیچے ہونگے۔ جو قرآن کریم کیلئے استعمال کئے جاتے تھے۔ لیکن یہ محض ایک عقلی بات ہے واقعاتی بات نہیں جس کے متعلق ہم شہادت دے سکیں۔ بعض قرآنی آیات اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے درجہ پر قیاس کرکے یہ جواب دے رہے ہیں۔ حقیقت کو پوری طرح معلوم کرنے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں۔ البتہ ہم ضرور تسلیم کرتے ہیں۔ کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر وحی الٰہی ہوتی تھی۔ اور قرآن کریم سے ثابت ہے کہ وحی الٰہی نہ صرف ماموروں بلکہ غیر ماموروں کو بھی ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کی والدہ کی طرف وحی نازل ہونے کا ذکر آیا ہے۔ (ملاحظہ ہو سورۂ قصص رکوع ۱ پارہ ۲۰)

اور حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ان کے پاس خدا تعالےٰ کا کلام لے کر آئے۔ (سورہ آل عمران و مریم ۲۴)

پس وحی اور فرشتوں کا اترنا مامور من اللہ کے علاوہ غیر ماموروں کے لئے بھی ثابت ہے۔ ہندوستان میں اسلام کا جھنڈا گاڑنے والے اور اس کی بنیاد قائم کرنے والے حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمے گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

(دیوان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری)

یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ مسلمانوں کی اصطلاح میں "روح القدس" حضرت جبرئیل کا نام ہے۔

(ملاحظہ ہو لغت کی مستند ترین کتاب مفردات القرآن مصنفہ امام راغب زیر لفظ روح صفحہ ۲۰۵ مطبوعہ مطبع یمینیہ مصر و تفسیر روح المعانی جلد اول صفحہ ۲۶۰، ۲۶۱ مطبوعہ مصر اور تفسیر صافی جلد اول پارہ اول صفحہ ۴۳) (نیز تفسیر کبیر مصنفہ حضرت امام رازی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ و جلد ۳ صفحہ ۶۹۱ مطبوعہ مصر و تفسیر مدارک التنزیل نسفی جلد ۱ صفحہ ۹۶ مطبوعہ مصر)

ان کے علاوہ اسلام میں سینکڑوں اولیاء اللہ مثلاً سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت سید احمد صاحب سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم عالی قدر مراتب مُلہم من اللہ تھے۔

وحی تین طریقوں سے ہوتی ہے ان کا ذکر قرآن کریم کی آیت

ماکان لبشر ان یکلمہ اللّٰہ الا وحیًا او من وراء حجاب او یرسل رسولاً فیوحی باذنہٖ مایشاءُ ۝ (سورہ شوریٰ ع ۵ پارہ ۲۵) میں بیان ہوا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء و اولیاء پر انہی طریقوں سے وحی نازل ہوتی رہی ہے۔ البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وحی میں ایک فرق تو یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی شریعت جدیدہ والی نازل ہوتی تھی۔ اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی وحی غیر تشریعی اور ظلی ہے۔ یعنی یہ نعمت آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے فیض سے ملی ہے۔ ماسوا اس کے ایک دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ قرآنی وحی کے ماننے کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ کی تصدیق کی ضرورت نہیں بلکہ اگر قرآن مجید حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی تصدیق نہ کرتا ہو تو ہم ہرگز اُن پر ایمان نہ لاتے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے اپنی وحی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی میں بلحاظ مرتبہ بھی فرق کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

"سنو! خدا کی لعنت اُن پر جو دعوےٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لاسکتے ہیں۔ قرآن کریم معجزہ ہے۔ جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لاسکتا۔ اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کرسکتا بلکہ وہ ایسی وحی ہے۔ کہ اس کی مثل اور کوئی وحی نہیں۔ اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد کوئی اور وحی بھی ہو اس لئے کہ وحی رسانی میں خدا کی تجلیات ہیں اور یہ یقینی بات ہے کہ خدا تعالیٰ کی تجلی جیسا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر ہوئی ہے۔ ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ پیچھے ہوگی۔"

(اُردو ترجمہ از عربی عبارت الہدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ صـ ۳۳)

سوال نمبر ۵:۔ (الف) کیا احمدیہ عقیدہ میں یہ شامل ہے کہ ایسے اشخاص کا جنازہ جو مرزا صاحب پر یقین نہیں رکھتے۔ "Infructuous" (بے ثمر) ہے؟

(ب):۔ کیا احمدیہ عقائد میں ایسی نماز جنازہ کے خلاف کوئی حکم موجود ہے؟

جواب:۔ (الف) احمدیہ کریڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا۔ اُس کے حق میں نماز جنازہ "Infructuous" ہے۔

(ب) دوسری شق کا جواب یہ ہے۔ کہ گو اس وقت تک جماعتی فیصلہ یہی رہا ہے کہ غیر از جماعت لوگوں کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے لیکن اب اس سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی ہے۔ جس کا حوالہ ایک مرتبہ ۱۹۱۷ء میں دیا گیا تھا۔ اور حضرت امام جماعت احمدیہ نے اس کے متعلق اسی وقت اعلان فرما دیا تھا کہ اصل تحریر کے ملنے پر اس کے متعلق غور کیا جائے گا۔ لیکن وہ اصل خط اُس وقت نہ مل سکا۔ اب ایک صاحب نے اطلاع دی ہے کہ ان کے والد مرحوم کے کاغذات میں سے اصل خط مل گیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مکفّر یا مکذّب نہ ہو۔ اُس کا جنازہ پڑھ لینے میں حرج نہیں۔ کیونکہ جنازہ صرف دعا ہے۔

لیکن باوجود جنازے کے بارے میں جماعت کے سابق طریقہ کے غیر احمدی مرحومین کے لئے دعائیں کرنے میں جماعت نے کبھی اجتناب نہیں کیا چنانچہ حضرت امام جماعت احمدیہ اور اکابرین جماعت احمدیہ نے بعض غیر احمدی وفات یافتہ اصحاب کے لئے دعا کی ہے۔ چنانچہ جی معین الدین سیکرٹری حکومت پاکستان کے والد صاحب جو احمدی نہ تھے اُن کی وفات پر حضرت امام جماعت احمدیہ اُن کے گھر تعزیت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اُن سے میاں معین الدین کے ماموں صاحب نے "فاتحہ" کے لئے کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ فاتحہ میں تو دعا مانگنے والا اپنے لئے دعا کرتا ہے یہ موقعہ تو وفات یافتہ کے لئے دعا کرنے کا ہوتا ہے۔ اس پر متوفی کے رشتہ داروں نے کہا۔ کہ ہماری یہی غرض ہے۔ فاتحہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ تو آپ نے متوفیٰ کے رشتہ داروں سے مل کر متوفیٰ کے لئے دعا فرمائی۔ اسی طرح سر عبدالقادر مرحوم کی وفات پر جب حضرت امام جماعت احمدیہ تعزیت کے واسطے ان کی کوٹھی پر تشریف لے گئے۔ تو اُن کے حق میں بھی دعا فرمائی۔

اس جگہ یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ ممانعت جنازہ کے بارے میں بھی سبقت ہمارے مخالفین نے ہی کی۔ چنانچہ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتوےٰ ۱۸۹۰ء میں بایں الفاظ اشاعۃ السنۃ میں شائع ہو چکا ہے:۔

"اب مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے دجّال کذّاب سے احتراز کریں۔ اور نہ اِن کے پیچھے اقتدا کریں۔ اور نہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔"

(رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۵ جلد نمبر ۱۳ مطبوعہ ۱۸۹۰ء)

اسی طرح ۱۹۰۰ء میں مولانا عبدالاحد صاحب خانپوری لکھتے ہیں:۔

"جب طائفہ مرزائیہ امرتسر میں بہت خوار و ذلیل ہوئے جمعہ و جماعت سے نکالے گئے اور جس مسجد میں جمع ہو کر نمازیں پڑھتے تھے۔ اس میں سے بے عزتی کے ساتھ بدر کئے گئے۔ اور جہاں قیصری باغ میں نماز جمعہ پڑھتے تھے۔ وہاں سے حکماً روکے گئے۔ تو نہایت تنگ ہو کر مرزائے قادیان

سے اجازت مانگی۔ کہ مسجد نئی تیار کریں۔

تب مرزا نے اُن کو کہا صبر کرو! میں لوگوں سے مُصلح کرتا ہوں۔ اگر صلح ہو گئی۔ تو مسجد بنانے کی حاجت نہیں۔ اور نیز اور بہت سی ذلتیں اُٹھائیں۔ معاملہ و برتاؤ مسلمانوں سے بند ہو گیا۔ عورتیں منکوحہ و مخطوبہ بوجہ مرزائیت کے چھن گئیں۔ مردے ان کے بے تجہیز و تکفین اور بے جنازہ گڑھوں میں دبائے گئے۔"

{ (اظہار مخادعہ مسیلمہ قادیانی بجواب اشتہار مصالحت پرس ثانی صفحہ ۳۔ مولفہ مولوی عبد الاحد خانپوری مطبوعہ مطبع چودھویں صدی راولپنڈی ۱۹۰۱ء }

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ احمدیوں نے مسجدیں نہیں چھوڑیں بلکہ ان کو مسجدوں سے نکالا گیا۔ احمدیوں نے نکاح سے نہیں روکا۔ بلکہ اُن کے نکاح توڑے گئے۔ احمدیوں نے جنازہ سے نہیں روکا۔ بلکہ اُن کو جنازہ سے باز رکھا گیا۔ لیکن باوجود اس کے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ نے آخری کوشش بھی کی۔ کہ باقی مسلمانوں سے صُلح ہو جائے لیکن جب باوجود ان تمام کوششوں کے ناکام ہوئے۔ تو جیسا کہ مولوی عبدالاحد صاحب کی مندرجہ عبارت میں اقرار کیا گیا ہے۔ تب بامر مجبوری فتنے سے بچنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق جوابی کارروائی کرنی پڑی۔

پھر اس سلسلہ میں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ دیگر فرقوں نے بھی ایک دوسرے فرقہ والوں کے جنازہ کی حُرمت و امتناع کے فتوے دیئے ہیں۔ چنانچہ علمائے اہل سنت والجماعت و علمائے دیوبند نے شیعہ فرقہ والوں کے جنازہ کو نہ صرف حرام اور ناجائز قرار دیا ہے۔ بلکہ ان کو اپنے جنازہ میں شریک ہونے کی بھی ممانعت کی ہے۔ چنانچہ مولانا عبدالشکور صاحب مدیر "النجم" کا فتویٰ ملاحظہ ہو۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ اُن کی مذہبی تعلیم اُن کی کتابوں میں یہ ہے۔ کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ یا اللہ! اس کی قبر کو آگ سے بھر دے۔ اس پر عذاب نازل کر۔"

(ملاحظہ ہو رسالہ موسومہ بہ "علمائے کرام کا فتویٰ" درباب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ صفحہ ۲)

(ب) نیز مولانا ریاض الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں:۔

"شادی غمی جنازہ کی شرکت ہرگز نہ کی جائے۔ ایسے عقیدہ کے شیعہ کافر ہی نہیں بلکہ اکفر ہیں۔" (فتویٰ علمائے کرام صفحہ ۱۲)

(ج) اس کے بالمقابل شیعہ صاحبان کے امام حضرت جعفر صادق علیہ السلام نے شیعہ صاحبان کو یہ ہدایت فرمائی۔ کہ اگر کسی غیر شیعہ کی نماز جنازہ میں شامل ہونا پڑ جائے تو متوفی کے لئے مندرجہ ذیل دعا کرے:۔

"قال ان کان جاحداً للحق فقل اللّٰھم املا جوفہ ناراً و قبرہ ناراً و سلط علیہ الحیات و العقارب و ذالک قالہ ابوجعفر علیہ السلام لامرءۃ سوء من بنی اُمیّۃ صلی علیھا"

{ ملاحظہ ہو شیعہ حضرات کی مستند ترین کتاب فروع الکافی کتاب الجنائز جلد ا صفحہ ۱۰۱ باب الصلوٰۃ الناصب جاحد للحق مصنفہ حضرت محمد یعقوب کلینی مطبوعہ نولکشور }

یعنی اے اللہ! اس کا پیٹ آگ سے بھر دے اور اس پر سانپ اور بچھو مسلط کر۔ یہی وہ دعا ہے جو حضرت امام جعفر صادق نے بنو اُمیہ کی ایک غیر شیعہ عورت کے بارے میں کی تھی۔

سوال نمبر ۶:۔ (الف) کیا احمدی اور غیر احمدی میں شادی جائز ہے؟

(ب) کیا احمدی عقیدہ میں ایسی شادی کے خلاف ممانعت کا کوئی حکم موجود ہے؟

جواب ۱:۔ کسی احمدی مرد کی غیر احمدی لڑکی سے شادی کی کوئی ممانعت نہیں۔ البتہ احمدی لڑکی کے غیر احمدی مرد سے نکاح کو ضرور روکا جاتا ہے۔ لیکن باوجود اس کے اگر کسی احمدی لڑکی اور غیر احمدی مرد کا نکاح ہو جائے۔ تو اسے کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔ اور اولاد کو جائز سمجھا جاتا ہے۔

اس تعلق میں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ہماری طرف سے ممانعت کی ابتدا نہیں ہوئی۔ بلکہ اسمیں بھی غیر احمدی علماء نے ہی سبقت کی اور اس میں شدت اختیار کی

(۱) چنانچہ سب سے پہلے مولوی محمد عبداللہ صاحب اور مولوی عبدالعزیز صاحب مشہور مفتیان لدھیانہ نے یہ فتویٰ دیا۔

"خلاصہ مطلب ہماری تحریرات قدیمہ و جدیدہ کا یہی ہے کہ جو شخص (یعنی مرزا غلام احمد) مرتد ہے۔ اور اہل اسلام کو ایسے شخص سے ارتباط رکھنا حرام ہے۔ ایسے ہی جو لوگ اس پر عقیدہ رکھتے ہیں وہ بھی کافر ہیں اور اُن کے نکاح باقی نہیں رہے جو چاہے اُن کی عورتوں سے نکاح کر لے۔" (ملاحظہ ہو رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۱۳ صفحہ ۵ مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

(ب) "جب عقیدت فرقہ قادیانی بسبب کفر و الحاد و زندقہ و ارتداد ہوا تو بمجرد اس عقیدہ کے تمتدی ان کی بیویاں ان کے نکاحوں سے باہر ہو گئیں اور جب تک وہ توبہ نصوح نہ کریں تب تک ان کی اولادیں سب حرامی ہونگی۔" (مہر صداقت الموسوم باحکام شریعت صفحہ ۱ مطبوعہ ۱۳۳۵ ہجری)

علاوہ ازیں یہ عرض کرنا بھی ضروری ہے کہ مداہل غیر احمدیوں سے ممانعت نکاح کی بناء احمدیت سے بغض اور عداوت رکھنے والوں کے اثر سے لڑکیوں کو بچانا تھا۔ کیونکہ تجربہ نے یہ بتایا ہے کہ وہ احمدی لڑکیاں جو غیر احمدیوں میں بیاہی جاتی ہیں۔ ان کو احمدیوں سے ملنے نہیں دیا جاتا۔ احمدی تحریکوں میں چندے دینے سے روکا جاتا ہے۔ اور بعض گھرانے تو اتنے جاہل ہوتے ہیں۔ کہ لڑکی پر اس وجہ سے سختی کرتے ہیں۔ کہ وہ نماز کیوں پڑھتی ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ اس طرح ہم پر جادو کرتی ہے۔ حقیقۃً نکاح کا مسئلہ ایک سوشل قسم کا مسئلہ ہے۔ ایسے مسائل میں یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ لڑکی کو کہاں آرام رہے گا۔ اور کہاں اسے مذہبی امور میں ضمیر کی آزادی حاصل ہو گی۔ اور اس پر ناجائز دباؤ تو نہیں ڈالا جائیگا۔ جس سے اُس کے عقائد دینیہ خطرے میں پڑ جائیں۔ لیکن باوجود مخالفت کے اگر کوئی احمدی اپنی لڑکی کا نکاح غیر احمدی مرد سے کر دے تو اسکے نکاح کو کالعدم قرار نہیں دیا جاتا۔

پھر یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ رشتہ ناطہ کے مسئلہ میں بھی ہماری جماعت

اپنے طرزِ عمل میں منفرد نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے دوسرے فرقے اور جماعتیں بھی اس طرزِ عمل کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ بلکہ بعض تو آپس میں ایسی شدت اختیار کر چکے ہیں کہ وہ دوسرے فرقے کے آدمی سے ازدواجی تعلق کو "حرام" اور اولاد کو ناجائز قرار دیتے ہیں چنانچہ اہلسنت والجماعت نے شیعہ اثنا عشریہ سے مناکحت کو حرام قرار دیا ہے

(ا) علمائے دیوبند اور علمائے اہلحدیث کا فتوےٰ ملاحظہ ہو۔

"سنی لڑکی شیعہ کے گھر پہنچتے ہی طرح طرح کے ظلم و ستم کا نشانہ بنکر مجبور ہو جاتی ہے۔ کہ شیعہ ہو جائے۔ یہ خرابی علاوہ اس ارتکاب حرام کے ہے، جو ناجائز نکاح کے سبب ہوتا ہے" ... لہذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز انکا ذبیحہ حرام۔ انکا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کے جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں۔" (ملاحظہ ہو علمائے کرام کا متفقہ فتوےٰ درباب ارتداد شیعہ اثنا عشریہ شائع کردہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب مدیر "النجم" صفحہ ۱، ۳)

(ب) نیز بریلوی فرقہ جس کے ساتھ مولانا ابوالحسنات صاحب صدر مجلس عمل کا تعلق ہے۔ کے نزدیک بھی شیعہ سے مناکحت "زنا" سے مترادف ہے۔ چنانچہ "رد الرفضہ" میں لکھا ہے۔ "بالجملہ ان رافضیوں تبرائیوں کے باب میں حکم یقینی قطعی اجماعی یہ ہے۔ کہ وہ علی العموم کفار۔ مرتدین ہیں۔ ان کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار ہے۔ ان کے ساتھ مناکحت نہ صرف حرام بلکہ خالص زنا ہے۔ اگر مرد سنی اور عورت ان خبیثوں ہی کی ہو جب بھی ہرگز نکاح نہ ہوگا۔ محض "زنا" ہوگا۔ اولاد "ولد الزنا" ہوگی۔"

(رد الرفضۃ تصنیف حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی مطبوعہ ۱۳۲۰ھ صفحہ ۱۶)

ہم نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ اس فتوی میں (جو حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بانی فرقہ بریلویہ کا ہے) شیعہ حضرات کو نہ صرف کافر قرار دیا گیا ہے بلکہ یہودیوں اور عیسائیوں سے بھی بدتر قرار دیا گیا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کی رو سے کتابیہ عورت کے ساتھ مسلم مرد کا نکاح جائز ہے۔ لیکن حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب کے نزدیک شیعہ عورت کے ساتھ سنی مرد کا نکاح قطعاً حرام اور ناجائز ہے۔

(ج) اسی طرح اہل شیعہ کے نزدیک اہل سنت والجماعت سے مناکحت ناجائز ہے۔ چنانچہ حضرات شیعہ کی حدیث کی نہایت مستند کتاب الفروع الکافی میں لکھا ہے:۔

"عن الفضل بن یسار قال قلت لابی عبداللہ علیہ السلام ان لامراتی اختاً عارفۃ علی رأینا ولیس علی راینا بالبصرۃ الاقلیل فازوجھا ممن لا یری راینا قال لا۔" (الفروع الکافی من جامع الکافی جلد ۲ کتاب النکاح صفحہ ۱۴۲ مطبوعہ نولکشور)

یعنی فضل بن یسار سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ میری اہلیہ کی ایک بہن ہے۔ جو ہماری ہم خیال ہے۔ لیکن بصرہ میں جہاں ہم رہتے ہیں شیعہ لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ کیا میں اس کا کسی غیر شیعہ سے بیاہ کر دوں؟ حضرت امام نے فرمایا نہیں۔"

(د) اسی طرح "امیر جماعت اسلامی" کے نزدیک ایسے لوگوں کے لئے ان کی جماعت میں کوئی جگہ نہیں۔ جو اپنی لڑکی یا لڑکے کی شادی کرتے وقت دین کا خیال نہ رکھیں۔

(روئیداد جماعت اسلامی حصہ سوم صفحہ ۱۰۳)

سوال نمبر ۷:۔ احمدیہ فرقہ کے نزدیک امیر المومنین کی Significance کیا ہے؟

جواب:۔ ہمارے امام کے عہدے کا اصل نام "امام جماعت احمدیہ" اور "خلیفۃ المسیح" ہے۔ لیکن بعض لوگ انہیں "امیر المومنین" بھی لکھتے ہیں۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی "امیر جماعت اسلامی" کہلاتے ہیں۔ یا سید عطاء اللہ شاہ بخاری "امیر شریعت" کہلاتے ہیں۔ غالباً مودودی صاحب اور ان کی جماعت نے یہ مراد نہیں لی ہوگی۔ کہ باقی لوگ اسلامی جماعت سے باہر ہیں۔ یا کافر ہیں۔ نہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ماننے والوں نے یہ مراد لی ہوگی۔ کہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری شریعت پر حاکم ہیں۔ اور وہ جو کچھ کہتے ہیں وہی شریعت ہوتی ہے۔

جب کوئی احمدی حضرت امام جماعت احمدیہ کے لئے "امیر المومنین" کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ تو اسکی مراد یہی ہوتی ہے۔ کہ آپ ان لوگوں کے جو بانی سلسلہ احمدیہ کو مانتے ہیں "امیر" ہیں۔ لوگ اپنی عقیدت میں اپنے لیڈروں کے کئی نام رکھ لیتے ہیں۔ بعض تو کلی طور پر غلط ہوتے ہیں۔ بعض جزوی طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ بعض کلی طور پر صحیح ہوتے ہیں۔ اور کوئی معقول آدمی ان باتوں کے پیچھے نہیں پڑتا جب تک کہ ایسی بات کو ایمان کا جزو قرار دیکر اس کے لئے دلائل اور براہین نہ پیش کئے جائیں۔ سابق مسلمانوں نے بھی بعض آئمہ کو "امیر المومنین" کے الفاظ سے یاد کیا ہے چنانچہ مولانا محمد زکریا شیخ الحدیث مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور اپنی کتاب (موسومہ مقدمہ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ہے کے صفحہ ۱۴ مطبوعہ یحیویہ سہارنپور ۱۳۴۷ھ) میں امام قطان اور یحیٰ بن معین سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"مالک امیر المومنین فی الحدیث"

یعنی امام مالک فن حدیث میں "امیر المومنین" ہیں۔

اسی طرح حضرت سفیان ثوری کے متعلق حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی امام شعبہ اور امام ابن علقمہ اور امام ابن معین اور بہت سے علماء کی سند پر اپنی کتاب تہذیب التہذیب میں لکھتے ہیں:۔

"سفیان امیر المومنین فی الحدیث"

یعنی حضرت سفیان ثوری فن حدیث میں "امیر المومنین" ہیں۔

(تہذیب التہذیب مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن جلد ۴ صفحہ ۱۱۳)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے سابق امیر مولانا محمد علی صاحب مرحوم کو بھی ان کے بعض اتباع "امیر المومنین" لکھتے ہیں۔ پروفیسر الیاس برنی صاحب نے اپنی کتاب "قادیانی مذہب" مطبوعہ اشرف پرنٹنگ پریس لاہور بار ششم صفحہ ۳ تمہید اول میں موجودہ نظام صاحب دکن کو "امیر المومنین" لکھا ہے۔

مزید برآں بعض لوگ اس قسم کے نام رکھ لیتے ہیں۔ جیسے "ابوالاعلیٰ" حالانکہ "الاعلیٰ" اللہ تعالیٰ کا نام ہے

ایڈووکیٹ صدر انجمن احمدیہ ربوہ

Murree/Lahore
Dated 29th August 1953.

Advocate of the Sadr Anjuman Ahmadiyya Rabwah.

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۴۱۱